سنّی کہ وہابی

عطاالحق قاسمی

میں تواس بات پرخوش ہورہاتھا کہ پاکستانی عوام نے مختلف فرقوں کی مساجد پر حملوں اورقتل وغارت گری سے اس امرکاادراک کرلیاہے کہ یہ ایک ہی گروہ ہے جوان کامشترکہ دشمن ہے چنانچہ وہ ایک دوسرے سے دور ہونے کی بجائے ایک دوسرے کے زیادہ قریب آگئے ہیں مگر امریکہ یاترا کے دوران مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ اب امریکہ کی ہوم لینڈسیکورٹی کے ارکان کوہم سے زیادہ ہمارے فرقے کی فکر ہے۔ جب ہیوسٹن ائیرپورٹ پر پی آئی اے کی فلائٹ نے لینڈکیاتوان میں سے کچھ مسافروں کوچھانٹ کرالگ کرلیاگیااوران سے پوچھ گچھ کاعمل شروع ہواجس پرتقریباً تین گھنٹے صرف ہوئے۔ان افراد میں میرے ہم سفرعزیراحمد بھی تھے جب کہ خوش قسمتی سے مجھے اس تفتیش سے نہیں گزرنا پڑا۔ جب عزیراحمد باہرآئے توتھکن سے ان کابراحال تھااور یہ تھکن جسمانی سے زیادہ ذہنی تھی۔ان سے پوچھاگیاتھاکہ تم سنّی ہویاوہابی یاشیعہ ہو؟ انھوں نے جواب دیا''میں سنّی مسلمان ہوں مگرفرقہ بازی پریقین نہیں رکھتا''۔ دوسراسوال تھا''تمھارے پاس قرآن ہوگا'' عزیراحمد نے نفی میں جواب دیاتوکہاگیا''اگر بڑا نہیں،توچھوٹاجیبی قرآن توتمھارے پاس ضرورہوگا''۔ جب اس کاجواب بھی نفی میں ملاتوکچھ اسی طرح کے دوسرے سوال بھی کیے گئے۔ کچھ اسی قسم کاسلوک عمران خان سے بھی امریکی ائیرپورٹ پرروارکھاگیاانھیں دوتین گھنٹے پوچھ گچھ کے لیے روکاگیا۔۱۹۷۰ء میں پہلی دفعہ امریکہ گیاتھا۔اس کے بعدسے متعددمرتبہ امریکہ جانے کا اتفاق ہوا، نائن الیون کے سانحہ کے بعدبھی میں دومرتبہ امریکہ گیا،لیکن ایک مرتبہ بھی نہ مجھے کسی تفتیشی مرحلے سے گزرناپڑااورنہ میری جامہ تلاشی ہوئی،مگراس دفعہ یعنی ۳۴ برسوں میں پہلی مرتبہ کسی فضائی سفرکےدوران میری جامہ تلاشی ہوئی جس میں کوئی حرج نہیں مگرطریق کاربہت توہین آمیز تھا۔ مجھےاوردیگرمتعددمسافروں کوجن کی اکثریت مسلمان تھی، لاس اینجلس جاتے ہوئے ہیوسٹن ائیرپورٹ پرباقی مسافروں سے الگ کرکے ایک علاحدہ قطار میں کھڑاکیاگیا۔اس کے بعدباری آنے پرایک کٹہرے میں کھڑے ہونے کے لیے کہاگیا۔جب مجھ سے پہلے مسافر کی جامہ تلاشی کاعمل مکمل ہوگیاتومجھے کٹہرے میں سے باہرآنے کاکہہ کرایک ایسی جگہ پاؤں رکھنے کی ہدایت کی گئی جہاں دوپاؤں کے نشانات بنے ہوئے تھے۔پھراس کے بعد''ایکسرسائز''شروع ہوگئی، پہلے میں نے دونوں بازو دائیں بائیں جانب پھیلائے، ان پرڈیٹیکٹرپھیراگیا، پھرایک ٹانگ اٹھانے کے لیے کہاگیا۔ پھردوسری ٹانگ اٹھانے کی فرمائش ہوئی۔ بیلٹ اورجوتے میں نے پہلے ہی اتارکررکھ دیئے تھے،اس تکلیف دہ مرحلے کے بعدکہ سب لوگ آپ کوشک بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں، ہینڈبیگ کی تلاشی کاعمل شروع ہوا، حالانکہ اسے پہلے مشین

سے گزارا جا چکا تھا۔ اس میں سے ایک ایک چیز نکال کر چیک کی گئی اور آخر میں بغیر کسی معذرت کے جانے کے لیے کہہ دیا گیا۔

اس سارے عمل میں جو چیز سب سے زیادہ کھٹکتی ہے، وہ مذہبی امتیاز ہے۔ ''محمدؐ'' نام کے کسی مسافر کے ساتھ تو اس سے بھی زیادہ توہین آمیز سلوک ہوتا ہے اور یہ سب کچھ اس لیے کیا جا رہا کہ نائن الیون کے سانحہ کا ذمہ دار مسلمان دہشت گردوں کو قرار دیا گیا ہے اور میڈیا دن رات اس پروپیگنڈے کو ہوا دینے میں لگا رہتا ہے حالانکہ اس سانحہ میں کسی مسلمان کے ملوث ہونے کا الزام سوائے ایک مفروضے کے کچھ نہیں، امریکی ایجنسیاں اس ضمن میں ایک بھی ٹھوس ثبوت پیش نہیں کر سکیں۔ نیویارک میں مقیم ہر دل عزیز پاکستانی خالد شاہین بٹ نے اپنے ایک امریکی دوست سے بہت پتے کی بات کہی کہ اگر مسلمان نائن الیون جیسے نازک اور سائنٹفیک بنیادوں پر کیے گئے آپریشن کے اہل ہو گئے ہیں اور وہ امریکہ کی تمام تر سائنسی برتری اور ان کے حفاظتی اقدامات کو اس طرح تہہ و بالا کر کے دکھا سکتے ہیں تو پھر امریکہ کے بچنے کی کوئی امید نہیں، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ مسلمانوں سے بنا کر رکھے۔ جب ہمارے صدر مشرف فخر سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے پاکستان سے چھ سو دہشت گرد پکڑ لئے ہیں تو اس سے پاکستان کو فائدہ نہیں شدید نقصان پہنچتا ہے کیونکہ عام امریکی اس سے یہی نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کا گڑھ ہے۔ حالانکہ یہ وہ ''دہشت گرد'' ہیں جو امریکہ اور پاکستانی فوج کی مدد سے افغانستان میں روسی فوجوں کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ یہ چونکہ اب افغانستان میں امریکی فوجوں کے خلاف جہاد میں مشغول ہیں لہٰذا ان کا اسٹیٹس مجاہد سے دہشت گرد کا ہو گیا ہے چنانچہ ہمارے صدر محترم کو چاہیے کہ وہ پینٹاگون اور امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے کان میں اپنی کارکردگی کی تفصیل بیان فرما دیا کریں، اسے امریکہ کے اخبارات میں مشتہر نہ ہونے دیں۔ امریکہ میں مقیم پاکستانی نائن الیون کے بعد جس دردناک اور المناک کیفیتوں سے گزرے ہیں، اس کی داستانیں سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، انھیں موجودہ حکومت سے گلہ ہے کہ ان کی تابعداری امریکہ میں مقیم پاکستانیوں کے کسی کام نہیں آئی، اس کا اگر کسی کو فائدہ پہنچا تو وہ حکومت ہے جس کی نوکری پکی ہو گئی ہے۔ اب تک پینتیس چالیس ہزار پاکستانی اپنا گھر بار جائیداد، اونے پونے داموں بیچ کر واپس پاکستان آ چکے ہیں۔ ان معاملات میں حکومت پاکستان کو سوچنے کی زحمت دینے کو جی نہیں چاہتا کہ خواہ مخواہ دماغ پر بوجھ پڑے گا!! البتہ امریکی حکومت سے گزارش ضرور کرنا ہے کہ وہ اس امر کی اچھی طرح تحقیق کریں کہ جو کچھ دنیا بھر کے مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کے ساتھ ہو رہا ہے کیا یہ واقعی امریکہ کے مفاد میں ہے؟ اگر ایسا ہے تو وہ بخوشی یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ بصورت دیگر اس کے آگے بند لگائیں، ورنہ اس طوفان میں بہت کچھ بہہ جانے کا خطرہ ہے؟! اگر امریکی ائیرپورٹس پر وہی کچھ ہوتا رہا، جس کا اوپر کی سطور میں ذکر کیا گیا ہے اور سنّی یا وہابی والے سوالات بھی پوچھے گئے اور قرآن اور محمدؐ کے حوالے سے توہین آمیز اور اشتعال انگیز رویہ جاری رکھا گیا تو سوچیے، ایک دن اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ ☆☆☆